

پہلی بیعتِ عَقْبَةَ لَهُ

ہم بتا سکتے ہیں کہ نبیوت کے گیارہویں سال موسم حج میں شریف کے چھاؤ دیموں نے اسلام قبول کریا تھا اور رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ اپنی قوم میں جا کر آپ ﷺ کی راست کی تبلیغ کریں گے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال جب موسم حج آیا رعنی ذی الحجه ۱۲ نبوی، مطابق جولائی ۶۲ھ تو بارہ آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ان میں حضرت جابر بن عبد اللہ بن رباب کو چھوڑ کر باقی پانچ دہی تھے جو پھرے سال بھی آپکے نئے اور ان کے علاوہ سات آدمی نئے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) معاذ بن الحارث	بن عفراء	قبيله بنی الجار	رخدرج
(۲) دکوان بن عبد القیس	" بنی زریق "	" بنی زریق "	"
(۳) عبادہ بن صامت	" بنی غنم "	" بنی غنم "	"
(۴) یزید بن شعبہ	" بنی غنم کے طلیف "	" بنی غنم کے طلیف "	"
(۵) عیاش بن عبادہ بن نضله	قبيله بنی سالم	قبيله بنی سالم	رغمدرج
(۶) ابوالایش بن ایشان	" بنی عبد الاشہل "	" بنی عبد الاشہل "	(روا)
(۷) عویم بن ساعدہ	" بنی عمروں عوف "	" بنی عمروں عوف "	"

لے عَقْبَةَ رع۔ ق۔ ب۔ قیونوں کو زبر) پہاڑیں گھاٹیں تلگ پہاڑی گزرگاہ کہتے ہیں۔ مکتبے منی آتے جاتے ہوئے منی کے نزدیک کزارے پر ایک تلگ پہاڑی راستے سے گذرنا پڑتا تھا۔ یہی گذرگاہ عَقْبَةَ کے نام سے ہوا ہے۔ ہرے منی کے نزدیک کزارے پر ایک تلگ پہاڑی راستے سے گذرگاہ کے سرے پر واقع ہے ایک دیسے ذی الحجری دسویں تاریخ کو جس ایک جگہ کو کفری ہاری جاتی ہے وہ اسی گذرگاہ کے سرے پر واقع ہے ایک دیسے جمِ جہڑہ عَقْبَةَ کہتے ہیں۔ اس جگہ کا دوسرا نام جمِ جہڑہ بُجُرمی بھی ہے۔ باقی دو جگے اس سے مشرق میں تھوڑے فاصلے پر واقع ہیں۔ چونکہ منی کا پورا میدان جہاں مُجاجِ قیام کرنے ہیں، ان قیونوں جہرات کے مشرق میں ہے اس لیے ساری چہل پہل ادھر ہی رہتی تھی اور کفریاں مارنے کے بعد اس طرف لوگوں کی آمد و رفت کا سلسہ نتم ہو جاتا تھا۔ اسی یہی بنی ﷺ نے بیت یعنی کے لیے اس گھاٹ کو منتخب کیا اور اسی مناسبت سے اس کو بیعت عَقْبَةَ کہتے ہیں۔ اب پہاڑ کاٹ کر یہاں کشادہ سڑکیں نکال ل گئی ہیں۔

ان میں صرف اخیر کے دو آدمی قبیلہ اُوس سے تھے؛ بقیہ سب کے سب قبیلہ خُرَاج سے تھے۔
ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے منی میں عقبہ کے پاس ملاقات کی اور آپ ﷺ سے
چند باتوں پر بیعت کی۔ یہ باتیں وہی تھیں جن پر آئندہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ کے وقت عورتوں
سے بیعت لی گئی۔

عقبہ کی اس بیعت کی تفصیل صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مردی
ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آؤ! مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ
اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شرکیہ نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ
کرو گے، اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان سے گھڑ کر کوئی بہتان نہ لادے گے اور کسی بھلی بات میں میری
نا فرمائی نہ کرو گے۔ جو شخص یہ ساری باتیں پوری کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو شخص ان میں
سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھے گا پھر اسے دنیا ہی میں اس کی سزا دے دی جائے گی تو یہ اس کے
لیے کفارہ ہو گی۔ اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھے گا پھر اللہ اس پر پردہ ڈال
دے گا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، چاہے گا تو سزا دے گا اور چاہے گا تو معاف کر دے
گا۔ حضرت عبادہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس پر آپ ﷺ سے بیعت کی تھے۔

مددینہ میں اسلام کا سفیر | لوگوں کے ہمراہ یثرب میں اپنا پہلا سفیر بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں
کو اسلامی احکام کی تعلیم دے اور انہیں دین کے درویخت سکھاتے۔ اور جو لوگ اب تک شرک پر
چلے آ رہے ہیں ان میں اسلام کی اشاعت کرے۔ بنی ﷺ نے اس سفارت کے لیے سابقین
اویین میں سے ایک جوان کا انتخاب فرمایا جس کا نام نامی اور اسم گرامی مصعب بن عمير عنید ری
رضی اللہ عنہ ہے۔

قابلِ رشک کا میاںی | حضرت مصعب بن عمير رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچنے تو حضرت اسد بن
زراہ رضی اللہ عنہ کے گھر نزول فرماتے۔ پھر دونوں نے مل کر

۱۔ رحمۃ للعالمین ۸۵/۱، ابنہ شام ۱/۳۲۱ تا ۳۲۳

۲۔ صحیح بخاری، باب بعد باب حلاوة الایمان ۱/۱، باب وفدا الانصار ۱/۵۵۰، ۱۵۵ رفظ اسی باب کا ہے)

باب قوله تعالیٰ اذ ا جاءك المؤمنات ۲/۲۴، باب الحمود کفارۃ ۲/۰۰۳

اہل یترب میں جوش فخر و شرک سے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ حضرت مصعب بن مقری کے خطاب سے مشہور ہوتے۔ (مقری کے معنی ہیں پڑھانے والا۔ اس وقت مسلم اور استاد کو مُثُری کہتے تھے)۔

تبلیغ کے سلسلے میں ان کی کامیابی کا ایک نہایت شاندار واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ انہیں ہمراہ لے کر بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے محلے میں تشریف لے گئے اور وہاں بنی ظفر کے ایک باغ کے اندر مرق نامی ایک کنیریں پر بیٹھ گئے۔ ان کے پاس چند مسلمان بھی مجھ ہو گئے۔ اس وقت تھا بنی عبد الاشہل کے دونوں سردار یعنی حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حُصَيْر مسلمان نہیں ہوتے تھے بلکہ شرک ہی پر تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی تو حضرت سعد نے حضرت اسید سے کہا کہ ذرا جاؤ اور ان دونوں کو، جو ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بنانے آتے ہیں، ڈانٹ دو اور ہمارے محلے میں آنے سے منع کر دو۔ چونکہ اسعد بن زرارہ بھری خالہ کا لڑکا ہے (اس یہ تمہیں بھیج رہا ہوں) ورنہ یہ کام میں خود انجمام دے دیتا۔

اسید نے اپنا عربہ اٹھایا۔ اور ان دونوں کے پاس پہنچے۔ حضرت اسعد نے انہیں آتا دیکھ کر حضرت مصعب بن زردار تھارے پاس آ رہا ہے۔ اس کے بازے میں اللہ سے چھانی اختیار کرنا۔ حضرت مصعب بن زردار نے کہا: ”اگر یہ بیٹھا تو اس سے بات کروں گا۔“ اسید پہنچنے تو ان کے پاس کھڑے ہو کر سخت سست کہنے لگے۔ بولے: ”تم دونوں ہمارے یہاں کیوں آتے ہو؟ ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بناتے ہو؟ یاد کھو! اگر تمہیں اپنی جان کی ضرورت ہے تو ہم سے الگ ہی رہو۔“ حضرت مصعب بن زردار نے کہا: ”کیوں نہ آپ بیٹھیں اور کچھ سنیں۔ اگر کوئی بات پسند آجائے تو قبول کر لیں پسند نہ آتے تو چھوڑ دیں۔“ حضرت اسید نے کہا: ”بات منصفانہ کہہ رہے ہو۔ اس کے بعد اپنا عربہ گھاڑ کر بیٹھ گئے۔“ اب حضرت مصعب بن زردار نے اسلام کی بات شروع کی اور قرآن کی تلاوت فرماتی۔ ان کا بیان ہے کہ بمنادا ہم نے حضرت اسید کے بولنے سے پہلے ہی ان کے چہرے کی چک دمک سے ان کے اسلام کا پتہ لگایا۔ اس کے بعد انہوں نے زبان کھوئی تو فرمایا: ”یہ تو بڑا ہی عمدہ اور بہت ہی خوب تر ہے۔ تم لوگ کسی کو اس دین میں داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ”آپ غسل کر لیں۔ پکڑے پاک کر لیں۔ پھر حق کی شہادت دیں، پھر دور کھست نماز پڑھیں۔“ انہوں نے اٹھ کر غسل کیا یا پکڑے پاک کئے۔

کلمہ شہادت ادا کیا اور دور کھست نماز پڑھی۔ پھر بولے! میرے یقچھے ایک اور شخص ہے، اگر وہ تمہارا پیر و کاربن جائے تو اُس کی قوم کا کوئی آدمی یقچھے نہ رہے گا، اور یہ اس کو ابھی تمہارے پاس بھیج رہا

ہوں۔ راشارہ حضرت سعد بن معاذ کی طرف تھا۔)

اس کے بعد حضرت اُسْعَید نے اپنا عرب اٹھایا اور پلٹ کر حضرت سعد کے پاس پہنچے۔ وہ اپنی قوم کے ساتھ مخلص ہی تشریف فراخ تھے رحضرت اُسْعَید کو دیکھ کر بولے: ”میں بخدا کہہ رہا ہوں کہ یہ شخص تمہارے پاس جو چہرے لے کر آ رہا ہے یہ وہ چہرہ نہیں ہے جسے لے کر گیا تھا۔“ پھر جب حضرت اُسْعَید مغل کے پاس آن کھڑے ہوئے تو حضرت سعد نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: ”میں نے ان دونوں سے بات کی تو و اللہ مجھے کوئی عرض تو نظر نہیں آیا۔“ ویسے میں نے انہیں منع کر دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم وہی کریں گے جو آپ چاہیں گے۔

اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی حارث کے لوگ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے گئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اسعد آپ کی خالہ کا لڑکا ہے لہذا وہ چاہتے ہیں کہ آپ کا حمد توڑ دیں۔ یہ سن کر سعد غصتے سے بھڑک اٹھے اور اپنا نیزہ لے کر سیدھے ان دونوں کے پاس پہنچے۔ دیکھا تو دونوں اٹھیان سے بیٹھے ہیں۔ سمجھ گئے کہ اُسْعَید کا منشاء تھا کہ آپ بھی ان کی باتیں نہیں لیکن یہ ان کے پاس پہنچنے تو کھڑے ہو کر سخت سست کہنے لگے۔ پھر اسعد بن زرارہ کو مخاطب کر کے بولے: ”خداء کی قسم اے ابوابا! اگر میرے اور تیرے درمیان قرابت کا معاملہ نہ ہوتا تو تم مجھ سے اس کی امید نہ رکھ سکتے تھے۔ ہمارے محلے میں کہا ایسی حرکتیں کرتے ہو جو ہمیں گوارا نہیں۔“

ادھر حضرت سعد نے حضرت مصعبؓ سے پہلے ہی سے کہہ دیا تھا کہ بخدا تمہارے پاس ایک ایسا سردار آ رہا ہے جس کے پیچے اس کی پوری قوم ہے۔ اگر اس نے تمہاری بات مان لی تو پھر ان میں سے کوئی بھی نپچھڑے گا، اس لیے حضرت مصعبؓ نے حضرت سعد سے کہا، کیوں نہ آپ تشریف رکھیں اور سنیں۔ اگر کوئی بات پسند آگئی تو قبول کر لیں اور اگر پسند نہ آئی تو ہم آپ کی ناپسندیدہ بات کو آپ سے دوسری رکھیں گے۔“ حضرت سعد نے کہا: ”انصاف کی بات کہتے ہو۔“ اس کے بعد اپنا نیزہ گاڑ کر بیٹھ گئے۔ حضرت مصعبؓ نے ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت کی۔ اُن کا بیان ہے کہ ہمیں حضرت سعد کے بولنے سے پہلے ہی ان کے چہرے کی چمک دمک سے اُن کے اسلام کا پتا لگ گیا۔ اس کے بعد انہوں نے زبان کھوئی۔ اور فرمایا: ”تم لوگ اسلام لاتے ہو تو کیا کرتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ”آپ غسل کر لیں کپڑے پاک کر لیں، پھر حق کی شہادت دیں، پھر دو رکعت نماز پڑھیں۔“ حضرت سعد نے ایسا ہی کیا۔

اس کے بعد اپنا نیزہ اٹھایا اور اپنی قوم کی محفل میں تشریف لاتے۔ لوگوں نے دیکھتے ہی کہا: "هم بخدا کہہ رہے ہیں کہ حضرت سعید جو چہرہ لے کر گئے تھے اس کے بجائے دوسرا ہی چہرے کے کہلے ہیں۔ پھر جب حضرت سعید اہل مجلس کے پاس آ کر رکے تو بولے: "اے بنی عبد اللہ الشہب! اتم لوگ اپنے اندر میرا معاملہ کیسا جانتے ہو؟" انہوں نے کہا، آپ ہمارے سردار ہیں۔ سب سے اچھی سوچ بوجوہ کے مالک ہیں اور ہمارے سب سے بارکت پا سبان ہیں۔ انہوں نے کہا: "اچھا تو سنو! اب تمہارے مردوں اور عورتوں سے میری بات چیت حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لاق۔" ان کی اس بات کا یہ اثر ہوا کہ شام ہوتے ہوتے اس قیلے کا کوئی بھی مرد اور گوئی بھی عورت ایسی نیچی جو مسلمان نہ ہو گئی ہو۔ صرف ایک آدمی جس کا نام اصیم تھا اس کا اسلام جنگ احمد تک مونگر ہوا۔ پھر احمد کے دن اس نے اسلام قبول کیا اور جنگ میں لڑتا ہوا کام آگیا۔ اس نے ابھی اللہ کے پیلے ایک سجدہ بھی نہ کیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس نے تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر پایا۔ حضرت مصعبؓ، حضرت اسد بن زرارہ ہی کے گھر مقیم رہ کر اسلام کی تبلیغ کرتے رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھوڑا باقی نہ بچا جس میں چند مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہو گئی ہوں۔ صرف بنی امیہ بن زید اور خطمہ اور وائل کے مکانات باقی رہ گئے تھے۔ مشہور شاعر قیس بن اسلت انہیں کا آدمی تھا اور یہ لوگ اسی کی بات مانتے تھے۔ اس شاعر نے انہیں جنگ خندق رشہ پھری (تک اسلام سے روکے رکھا۔ بہر حال اگلے موسم حج یعنی تیر ہویں سال نبوت کا موسم حج آنے سے پہلے حضرت مصعب بن عییر پیغمبر ﷺ کی بشارتیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مکر تشریف لاتے اور آپ ﷺ کو قبائلِ شیرب کے حالات، ان کی جنگی اور دفاعی صلاحیتوں، اور خیر کی لیاقتوں کی تفصیلات سائیں لے گئے۔



دُو سری بیعتِ عَقْبَةٍ

نبوت کے تیرہویں سال موسم حج - جون ۶۲۴ھ۔ میں شیرب کے ستر سے زیادہ مسلمان فرنپیٹہ حج کی ادائیگی کے لیے بکر تشریف لاتے۔ یہ اپنی قوم کے مشکل حاجیوں میں شامل ہو کر آئے تھے اور ابھی شیرب ہی میں تھے، یا نکتے کے راستے ہی میں تھے کہ اپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو یوں ہی نکتے کے پہاڑوں میں چکر کاٹتے، ٹھوکریں کھاتے اور خوفزدہ کے جاتے چھوڑے رکھیں گے؟

پھر جب یہ مسلمان کمک پہنچ گئے تو درپردہ نبی ﷺ کے ساتھ سدلہ اور رابطہ شروع کیا اور آخر کار اس بات پراتفاق ہو گیا کہ دونوں فریت ایام تشریقؑ کے درمیانی دن - ۱۲ ارذی الحجہ کو۔ منی میں جمراۃ اولی، یعنی جمراۃ عقبہ کے پاس جو گھاٹی ہے اسی میں حجت ہوں اور یہ اجتماع رات کی تاریکی میں بالکل خفیہ طریقے پر ہو۔

آئیتے اب اس تاریخی اجتماع کے احوال، انصار کے ایک قائد کی زبانی سنیں کہیں وہ اجتماع ہے جس نے اسلام و بت پرستی کی جنگ میں رفتارِ زمانہ کا رخ موڑ دیا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم لوگ حج کے لیے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایام تشریق کے درمیانی روز عقبہ میں ملافات طے ہوئی اور بالآخر وہ رات آگئی جس میں رسول اللہ ﷺ سے ملافات طے تھی۔ ہمارے ساتھ ہمارے ایک معزز سردار عبد اللہ بن حرام بھی تھے (جو بھی اسلام نہ لائے تھے) ہم نے ان کو ساتھ لے لیا تھا۔ ورنہ ہمارے ساتھ ہماری قوم کے جو مشرکین تھے ہم ان سے اپنا سارا معاملہ خفیہ رکھتے تھے۔ مگر ہم نے عبد اللہ بن حرام سے ہاتھیت کی اور کہا کہ اے ابو جابر! آپ ہمارے ایک معزز اور شریف سربراہ ہیں اور ہم آپ کو آپ کی موجودہ حالت سے نکالنا چاہتے ہیں تاکہ آپ کل کلاں کو آگ کا ایندھن نہ بن جائیں۔ اس کے بعد ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور بتلایا

لہ ماه ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ، تیر و تاریخوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

کہ آج عقبیہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہماری ملاقات طے ہے۔ انہوں نے اسلام قبول کریا اور ہمارے ساتھ عقبیہ میں تشریف لے گئے اور نقیب بھی مقرر ہوتے۔“

حضرت کعب رضی اللہ عنہ واقعہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، “ہم لوگ حسب دستور اس رات اپنی قوم کے ہمراہ اپنے ڈیروں میں سوئے، لیکن جب تھائی رات گذر گئی تو اپنے ڈیروں نے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طے شدہ مقام پر جا پہنچے۔ ہم اس طرح چکے چکے دیک کر نکلتے تھے جیسے چڑیاں گھونسے سے سکڑ کر نکلتی ہے، یہاں تک کہ ہم سب عقبیہ میں جمع ہو گئے۔ ہماری کل تعداد پچھتر تھی۔ تھتر مردا اور دختریں۔ ایک اتم عمارہ نیبہ نیت کعب تھیں جو قبیلہ بنو مازن بن نجاش سے تعلق رکھتی تھیں اور دسری اتم منیع اسماء بنت عمرو تھیں۔ جن کا تعلق قبیلہ بنو سلمہ سے تھا۔

ہم سب گھٹائی میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے اور آخر وہ محمد آہی گیا جب آپ تشریف لاتے۔ آپ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ وہ اگرچہ ابھی تک اپنی قوم کے دین پر تھے مگر چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے کے موالی میں وجود رہیں اور ان کے لیے پختہ اطمینان حاصل کریں۔ سب سے پہلے بات بھی انہیں نے شروع کی۔ ملے

گفتگو کا آغاز اور حضرت عباس کی طرف سے معاملے کی نزاکت کی تشریح

مجلس مکمل ہو گئی تو دینی اور فوجی تعاون کے عہدو پیمان کو قطعی اور آخری شکل دینے کے لیے گفتگو کا آغاز ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس نے سب سے پہلے زبان کھولی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ پوری صراحة کے ساتھ اس ذمہ داری کی نزاکت واضح کر دیں جو اس عہدو پیمان کے نتیجے میں ان حضرات کے سر پڑنے والی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کہا،

خُرُّج کے لوگوں۔ عام اہل عرب انصار کے دونوں ہی قبیلے یعنی خُرُّج اور اُوس کو خُرُّج ہی کہتے تھے۔ ہمارے اندر محمد ﷺ کی جو حیثیت ہے وہ تمہیں معلوم ہے۔ ہماری قوم کے جو لوگ دینی نقطہ نظر سے ہمارے ہی جیسی راستے رکھتے ہیں ہم نے محمد ﷺ کو ان سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں قوت و عزت اور طاقت و حفاظت کے اندر ہیں مگر اب

وہ تمہارے یہاں جانے اور تمہارے ساتھ لاحق ہونے پر مصروف ہیں؛ لہذا اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم انہیں جس چیز کی طرف بلارہے ہو اسے نبھالو گے اور انہیں ان کے مخالفین سے بچاؤ گے۔

تب تو تھیک ہے۔ تم نے جو ذمے داری اٹھاتی ہے اسے تم جانو۔ لیکن اگر تمہارا یہ اذازہ ہے کہ تم انہیں اپنے پاس لے جانے کے بعد ان کا ساتھ چھوڑ کر کنارہ شہ ہو جاؤ گے تو پھر ابھی سے انہیں چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں بہر حال عزت و حفاظت سے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عبادش سے کہا کہ آپ کی بات ہم نے مُن لی۔

اب اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ گفتگو فرمائیے اور اپنے یہے اور اپنے رب کے لیے جو عہد و پیمان پسند کریں یہجئے یہ

اس جواب سے پتہ چلتا ہے کہ اس عظیم ذمے داری کو اٹھانے اور اسکے پُر خطر تابع کو جھیلنے کے سلسلے میں انصار کے عزم حکم، شجاعت و ایمان اور جوش و اخلاص کا کیا حال تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے گفتگو فرمائی۔ آپ نے پہلے قرآن کی تلاوت کی، اللہ کی طرف دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔ اس کے بعد بیعت ہوئی۔

بیعت کی دفعات

بیعت کا واقعہ امام احمد بن حنبل نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ تفصیل کے ساتھ

روایت کیا ہے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کی کہ اے اللہ

کے رسول ﷺ! ہم آپ کے کس بات پر بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا، اس بات پر کہ،

(۱) چستی اور رُستی ہر حال میں بات سنو گے اور ما نو گے۔

(۲) تنگی اور خوشحالی ہر حال میں مال خرچ کرو گے۔

(۳) بھلانی کا حکم دو گے اور بُرائی سے روکو گے۔

(۴) اللہ کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہ کرو گے۔

(۵) اور جب میں تمہارے پاس آجائیں گا تو میری مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی جان اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری بھی حفاظت کرو گے۔

اور تمہارے یہے جنت ہے۔ لگہ

سے اب ہشام ۱/۳۶۱، ۲۸۲ م گے اسے امام احمد بن حنبل نے حسن سند سے روایت کیا ہے (ابن الصفوي)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ۔ جسے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے ۔ صرف آخری دفعہ (۵) کا ذکر ہے ۔ چنانچہ اس میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی تلاوت، اللہ کی طرف دعوت اور اسلام کی ترغیب دینے کے بعد فرمایا: "میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اس چیز سے میری حفاظت کرو گے جس سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔" اس پر حضرت برائے بن معروف نے آپ ﷺ کا ماتھ پکڑا اور کہا ہاں: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بننا کر بھیجا ہے ہم یقیناً اس چیز سے آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے جس سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ لہذا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہم سے بیعت لیجئے ۔ ہم خدا کی قسم جنگ کے بلیٹے ہیں اور ہتھیار ہمارا کھلونا ہے ۔ ہماری یہی لیت بآپ دادا سے چلی آ رہی ہے ۔

حضرت کعب کہتے ہیں کہ حضرت برائے رسول اللہ ﷺ سے بات کرہی رہے تھے کہ ابوالثیم بن یہان نے بات کاشتے ہوئے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے اور کچھ لوگوں ۔ یعنی یہود ۔ کے درمیان ۔ عہد و پیمان کی ۔ رسیاں ہیں ۔ اور اب ہم ان رسیوں کو کاشنے والے ہیں، تو ہمیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ ہم ایسا کر دیں پھر اللہ آپ ﷺ کو غلبہ و ظہور عطا فرمائے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف پلٹ آئیں ۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے قسم فرمایا، پھر فرمایا: "ر نہیں،" بلکہ آپ لوگوں کا خون میرا خون اور آپ لوگوں کی بربادی میری بربادی ہے ۔ میں آپ سے ہوں اور آپ مجھ سے ہیں جس سے آپ جنگ کریں گے اس سے میں جنگ کروں گا اور جس سے آپ صلح کریں گے اس سے میں صلح کروں گا۔ **خطرانا کی بیعت کی مکر ریاد دہانی** | لوگوں نے بیعت شروع کرنے کا ارادہ کیا تو صحب اول کے دو مسلمان جو سالہ نبوت اور سالہ نبوت کے ایامِ حج میں مسلمان ہوئے تھے، یکے بعد دیگرے اُنھے تاکہ لوگوں کے سامنے ان کی ذمے داری کی نزاکت اور خطرانا کی کو اچھی طرح واضح کر دیں اور یہ لوگ معاملے کے سارے پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ہی بیعت کریں ۔ اس سے یہ بھی پتہ لگا نامقصود

ابقیہ نوٹ گزشتہ صفحہ، اور امام حاکم اور ابن حبان نے صیغہ کہا ہے ۔ دیکھئے مختصر المسیرہ شیخ عبداللہ بن جدی ص ۱۵۵-۱۵۶۔ این اسحاق نے قریب قریب یہی چیز حضرت عبادہ بن حاصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے؛ البتہ اس میں ایک دفعہ کا اختلاف ہے جو یہ ہے کہ ہم اہل حکومت سے حکومت کے نیے زرع نہ کریں گے ۔ دیکھئے این ہشام ۱/۳۴۵

تھا کہ قوم کس حد تک قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب لوگ بیعت کے لیے جمع ہو گئے تو حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا: "تم لوگ جانتے ہو کہ ان سے راشرہ بنی ﷺ کی طرف تھا، کس بات پر بیعت کر رہے ہو؟" جی ہاں کی آواز اپنے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تم ان سے سخ اور سیاہ لوگوں سے جنگ پر بیعت کر رہے ہو۔ اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ جب تمہارے اموال کا صفائیا کر دیا جائے گا اور تمہارے اشراف قتل کر دے جائیں گے تو تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے تو ابھی سے چھوڑ دو، کیونکہ اگر تم نے انہیں لے جانے کے بعد چھوڑ دیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوانی ہو گی۔ اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کے باوجود وہ عہد نبھاؤ گے جس کی طرف تم نے انہیں بلا یا ہے تو پھر بے شک تم انہیں لے لو۔ کیونکہ یہ خدا کی قسم دنیا اور آخرت کی بھلانی ہے۔"

اس پر سب نے بیک آواز کیا! ہم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کا خطرہ مولے کر انہیں قبول کرتے ہیں۔ ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے یہ عہد پورا کیا تو ہمیں اس کے عوض کیا ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت۔ لوگوں نے عرض کی: اپنا ہاتھ پھیلایتے! آپ نے ہاتھ پھیلایا اور لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس وقت ہم بیعت کرنے اٹھے تو حضرت اسد بن زرارہ نے۔ جوان ستر آدمیوں میں سب سے کم عمر نہیں۔ آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ دیا اور بوسے: اہل شرب ذرا ٹھہر جاؤ! ہم آپ کی خدمت میں ادنٹوں کے لیے ہاکر رینی لمبا چوڑا سفر کر کے! اس یقین کے ساتھ خضر ہوتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آج آپ کو یہاں سے لے جانے کے معنی ہیں سارے عرب سے دشمنی، تمہارے چیدہ سرداروں کا قتل، اور تواروں کی مار۔ لہذا اگر یہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہو تو انہیں لے چلو، اور تمہارا اجر اللہ پر ہے۔ اور اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو انہیں ابھی سے چھوڑ دو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادۃ قابل قبول عذر ہو گا۔

بیعت کی تکمیل | بیعت کی دفعات پہلے ہی طے ہو چکی تھیں، ایک بار نہ اکت کی وضاحت بھی ہو چکی تھی۔ اب یہ تاکید منید ہوتی تو لوگوں نے بیک آواز کہا: اسد بن زرارہ! اپنا ہاتھ ہٹاو۔ خدا کی قسم ہم اس بیعت کرنے چھوڑ سکتے ہیں اور نہ توڑ سکتے ہیں۔

اس جواب سے حضرت اسعدؓ کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ قوم کس حد تک اس راہ میں جان دینے کے لیے تیار ہے — ورثت حقیقت حضرت اسعد بن زرارؓ حضرت مصعب بن عمارؓ کے ساتھ مل کر بیٹھنے میں اسلام کے سب سے بڑے مبلغ تھے، اس لیے طبعی طور پر وہی ان بعیت کنندگان کے دینی سرراہ بھی تھے اور اسی لیے سب سے پہلے انہیں تبعیت بھی کی۔ چنانچہ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ نبو النجاشی کہتے ہیں کہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ سب سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ سے ہاتھ ملایا^۹ اور اس کے بعد بعیت عامرہ ہوتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک آدمی کر کے اُٹھئے اور آپ ﷺ نے ہم سے بعیت لی اور اس کے عوض جنت کی بشارت دی۔ نہ باقی رہیں دوسرے میں جو اس موقع پر حاضر تھیں تو ان کی بعیت صرف زبانی ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی اجنبی عورت سے مصافحت نہیں کیا۔ اللہ

بارة نقیب | بعیت مکمل ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ تجویز کر لی کہ بارہ سربراہ منتخب کر لیے جائیں جو اپنی اپنی قوم کے نقیب ہوں اور اس بعیت کی دفاتر پر اعلیٰ ائمہ کے لیے اپنی قوم کی طرف سے دہی ذمے دار اور مکلف ہوں۔ آپ کا ارشاد تھا کہ آپ لوگ اپنے اندر سے بارہ نقیب تکشیں کیجئے تاکہ وہی لوگ اپنی قوم کے معاملات کے ذمہ دار ہوں۔ آپ کے اس ارشاد پر فوراً ہی نقیبوں کا انتخاب عمل میں آگیا۔ نو خرچ راج سے منتخب کئے گئے اور تین اوس سے نام بہیں ہیں:-

خرچ راج کے نقباء:

- | | |
|-----------------------------|------------------------------|
| ۱۔ اسعد بن زرارہ بن عدس | ۲۔ سعد بن ایوب بن عمار |
| ۳۔ عبد اللہ بن رواحہ بن شبہ | ۴۔ رافع بن مالک بن عجلان |
| ۵۔ برادر بن معروف بن حرام | ۶۔ عبد اللہ بن عمر و بن حرام |
| ۷۔ عبادہ بن صامت بن قیس | ۸۔ سعد بن عبادہ بن دلیم |

^۹ این اسحاق کا یہ بھی بیان ہے کہ بنو عبد الاشہل کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوالہیثم بن تیرہان نے بعیت کی اور حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ برادر بن معروف نے کی رابن ہشام (۱/۲) ۳۲۷)۔ راقم کا خیال ہے کہ عکن ہے بعیت سے پہلے نبی ﷺ سے حضرت ابوالہیثم اور برادر کی جو لفظتو ہوئی تھی۔ لوگوں نے اسی کو بعیت شمار کر لیا ہو ورنہ اس وقت آگے بڑھائے جانے کے سب سے زیادہ حد تک حضرت اسعد بن زرارہ ہی تھے۔ واللہ اعلم

شہزاد احمد اللہ دیکھتے صبح مسلم باب کیفیۃ بیعت النبی ۱۳۱/۲

۹۔ مُنْذُرٌ بْنُ عَمْرُو بْنُ خَنْبِيس اُوس کے نَقْبَاءُ!

۱۔ اُسَيْدٌ بْنُ حُشَيْرٌ بْنُ سَمَّاک
۲۔ سَعْدٌ بْنُ خَيْرَةٍ بْنُ حَارِث

۳۔ رَفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذُرِ بْنِ زَبِيرٍ لَّهُ

جب ان نقباہ کا انتقام ہو چکا تو ان سے سردار اور ذمے دار ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ نے ایک اور عہد دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آپ لوگ اپنی قوم کے جملہ معاملات کے کفیل ہیں۔ جیسے حواری حضرت عبیس علیہ السلام کی جانب سے کفیل ہوتے تھے اور یہ اپنی قوم یعنی مسلمانوں کا کفیل ہوں۔“ ان سب نے کہا، ”جی ہاں۔ لَهُ“

شیطان مُعاہدہ کا انکشاف کرتا ہے | معاہدہ مکمل ہو چکا تھا اور اب لوگ بھرنے ہی والے تھے کہ ایک شیطان کو اس کا پتا

لگ گیا۔ چونکہ یہ انکشاف بالکل آخری لمحات میں ہوا تھا اور اتنا موقع نہ تھا کہ یہ بخوبی سے قریش کو پہنچا دی جائے، اور وہ اچانک اس اجتماع کے شرکار پر ٹوٹ پڑیں اور انہیں گھانی ہی میں جالیں اس سے اس شیطان نے بھٹک دیا اور بھٹکنے کے نتیجے ہو کر نہایت بلند آواز سے، جو شاید ہی کبھی سننی گئی ہو، یہ پکار لگائی گئی اُخْبَرَةُ وَالْأَمْرَ (رسول ﷺ کو دیکھو) اس وقت بد دین اس کے ساتھ ہیں اور تم سے رُنَنَ کے لیے جمع ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس گھانی کا شیطان ہے اور اللہ کے دشمن اُسُن، اب میں تیر سے لے جلد ہی فارغ ہو رہا ہوں۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ اپنے ڈریوں پر چلے جائیں۔ لَهُ

قریش پر ضرب لگانے کے لیے انصار کی مستعدی | اس شیطان کی آواز سن کر
حضرت عباد بن عبادہ بن نصرہ

نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بیوٹ فرمایا ہے۔ آپ چاہیں تو ہم کل اہل منی

لَهُ زیر، عرف ب سے۔ بعض لوگوں نے ب کی جگہ ن کہا ہے یعنی زیر۔ بعض اہل سیر نے رفاعہ کے بد لے ابوالثیم بن تیہان کا نام درج کیا ہے۔

لَهُ زاد المحادد ۵۱/۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵
لَهُ ابن هشام ۱/۲۳۰

پر اپنی تواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے میں آپ لوگ اپنے ڈیروں میں چلے جائیں۔“ اس کے بعد لوگ واپس جا کر سو گئے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ ۱۵

روزہ ساری شرب سے قریش کا احتجاج

یہ خبر قریش کے کافوں تک پہنچی تو غم والم ک شدت سے ان کے اندر کہرام مج گیا کیونکہ اس جیسی بیعت کے جو نتائج ان کی جان و مال پر مرتب ہو سکتے تھے اس کا انہیں اچھی طرح اندازہ تھا؛ چنانچہ صبح ہوتے ہی ان کے روزہ سار اور اکابر مجرمین کے ایک بھاری بھر کم و فدائے اس معاهدے کے خلاف سخت احتجاج کے لیے اہل شرب کے خیموں کا رُخ کیا، اور یوں عرض پر داز ہوا:

”غُرَّج کے لوگوں باہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ ہمارے اس صاحب کو ہمارے دریافت سے بکال لے جانے کے لیے آتے ہیں اور ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں حالانکہ کوئی عرب قبید ایسا نہیں جس سے جنگ کرنا ہمارے لیے اتنا نیادہ ناگوار ہو جتنا آپ حضرات سے ہے۔“ ۱۶

لیکن پوکر مشرکیں غُرَّج اس بیعت کے بارے میں سرے سے کچھ جانتے ہی نہ تھے کیونکہ مکمل رازداری کے ساتھ رات کی تاریکی میں زیر عمل آئی تھی اس لیے ان مشرکین نے اللہ کی قسم کھا کر یقین دلا�ا کہ ایسا کچھ ہوا ہی نہیں ہے، ہم اس طرح کی کوئی بات سرے سے جانتے ہی نہیں۔ بالآخر یوں فد عبد اللہ بن اُبی اُبی بن سلوی کے پاس پہنچا وہ بھی کہنے لگا: ”یہ باطل ہے۔ ایسا نہیں ہوا ہے، اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ میری قوم مجھے چھوڑ کر اس طرح کا کام کر ڈالے۔ اگر میں شرب میں ہوتا تو بھی مجھ سے مشورہ کئے بغیر میری قوم ایسا نہ کرتی۔“

باقی رہبے مسلمان تو انہوں نے لکھیموں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور چپ سادھل۔ ان میں سے کسی نے ماں یا نہیں کے ساتھ زبان ہی نہیں کھوئی۔ آخر روزہ سار قریش کا روحان یہ رہا کہ مشرکین کی بات سچ ہے اس لیے وہ نامرا دو اپس چلے گئے۔

خبر کا یقین اور بیعت کرنے والوں کا تعاقب

روزہ سار کے تقریباً اس یقین کے ساتھ پہلے تھے کہ یہ خبر غلط ہے لیکن اس کی کرید میں وہ برابر گئے رہے۔

بالآخر انہیں یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ خبر صحیح ہے اور بیعت ہرچکی ہے۔ لیکن یہ پتا اس وقت چلا جب

جہاں اپنے اپنے وطن روانہ ہو چکے تھے، اس لیے ان کے سواروں نے تیز رفتاری سے اہل پیغمبر کا پیچھا کیا لیکن موقعِ نکل چکا تھا، الیتہ انہوں نے سعد بن عبادہ اور مُندُر بن عمرو کو دیکھ لیا اور انہیں جا کھدیرا لیکن مُندُر زیادہ تیز رفتار ثابت ہوتے اور نکل بھاگے۔ الیتہ سعد بن عبادہ پکڑ لئے گئے اور ان کا ہاتھ گردن کے چیچھے انہیں کے کجاوے کی رستی سے باندھ دیا گیا؛ پھر انہیں مارتے پیٹتے اور بال نوچتے ہوتے مکہ میں جایا گیا، لیکن وہاں مطعم بن عدی اور حارث بن عرب بن امیر نے آگر چھڑا دیا کیونکہ ان دونوں کے جو قافلے مدینے سے گزرتے تھے۔ وہ حضرت سعیدہ کی پیناہ میں گزرتے تھے۔ ادھر انصار ان کی گرفتاری کے بعد باہم مشورہ کر رہے تھے کہ کیوں نہ دھاوا بول دیا جائے مگر اتنے میں وہ دکھان پڑ گئے۔ اس کے بعد تمام لوگ بغیر بیت مدینہ پہنچ گئے۔

یہی عقیبہ کی دوسری بیعت ہے جسے بیعتِ عقبیہ بُری کہا جاتا ہے۔ یہ بیعت ایک ایسی فضائی میں انجام آتی ہے جس پر محبت و وفاداری، مستشر اہل ایمان کے درمیان تعاون و تناصر، باہمی اعتماد، اور جان سپاری و شجاعت کے جذبات پھاٹتے ہوتے تھے۔ چنانچہ پیغمبر اہل ایمان کے دل اپنے کمزورگی بھائیوں کی شفقت سے بریز تھے۔ ان کے اندر ان بھائیوں کی حمایت کا جوش تھا اور ان پر مسلم کرنے والوں کے خلاف غم و غصہ تھا۔ ان کے سینے اپنے اس بھائی کی محبت سے سرشار تھے جسے دیکھے بغیر محض اللہ فی اللہ اپنا بھائی قرار دے لیا تھا۔

اور یہ جذبات و احساسات محض کسی عارضی کشش کا نتیجہ نہ تھے جو دن گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہے بلکہ اس کا منبع ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور ایمان بالکتاب تھا۔ یعنی وہ ایمان خویل و عدو ان کی کسی بڑی سے بڑی قوت کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتا؛ وہ ایمان کہ جب اس کی باد بہاری عصی ہے تو عقیدہ و عمل میں عجائبات کاظہ ہوتا ہے۔ اسی ایمان کی بدولت مسلمانوں نے صفاتِ زمان پر ایسے ایسے کارنامے ثابت کئے اور ایسے ایسے آثار و نشانات چھوڑے کہ ان کی نظیر سے ماضی و حاضر خالی ہیں۔ اور غالباً مستقبل بھی خالی ہی رہے گا۔

